انبیاء کی تعلیم زمانہ کی رَو کے خلاف ہوتی ہے

(فرمودہ ۱۲-مارچ ۱۹۱۵ء)

تشہّد، تعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے مندرجہ ذیل آیات کی تلاوت کی:-

وَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّ لَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ لِّيَجْعَلَ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ فِتْنَةً لِّلَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ وَّ الْقَاسِيَةِ قُلُوْبُهُمْ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ لَفِيْ شِقَاقٍۭ بَعِيْدٍ۔ وَ لِيَعْلَمَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ اَنَّهُ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكَ فَيُؤْمِنُوْا بِهٖ فَتُخْبِتَ لَهٗ قُلُوْبُهُمْ وَ اِنَّ اللّٰهَ لَهَادِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ [1]۔

اس کے بعد فرمایا:-

جس طرح اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہمیشہ ایسے بندے بھیجے جاتے ہیں جو کہ دنیا کو شیطان کے پنجہ سے چھڑا کر خداتعالیٰ کی طرف متوجہ کرتے ہیں اسی طرح شیطان بھی ہمیشہ نئی نئی طرح سے لوگوں کو گمراہی اور ہلاکت کی طرف لے جانا چاہتا ہے۔

تو اگر ایک طرف ملائکہ کا لشکر انسانوں کے دلوں میں پاک اور عمدہ تحریکیں کرتا ہے تو دوسری طرف شیطان کی ذریتیں گندی اور بری تحریکیں دلوں میں ڈالنے کیلئے لگی رہتی ہیں۔ اور اگر ایک طرف خداتعالیٰ کے برگزیدہ اور نیک بندے خداتعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں تو دوسری طرف شریر اور ناپاک لوگ بدیوں اور گمراہیوں کی طرف کھینچتے ہیں اور ایک طرف نیک اور پاک لوگ تقویٰ اللہ کی تعلیم دیتے ہیں تو دوسری طرف ایسے بھی خبیث ہیں جو تقویٰ

اللہ اور خشیت اللہ کا نام و نشان مٹادینا چاہتے ہیں۔ اور اگر ایک طرف زبردست آسمانی حملوں سے خداتعالیٰ کی تعلیم کی سچائی اور پرحکمت ہونا ثابت ہوتا ہے تو دوسری طرف شیطان بھی طرح طرح کے مکروں اور حیلوں سے تعلیم کو مٹانا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ وَّلَا نَبِيٍّ اِلَّآ اِذَا تَمَنّٰٓى اَلْقَى الشَّيْطٰنُ فِيْٓ اُمْنِيَّتِهٖ ۔ کہ کوئی رسول اور نبی ایسا نہیں گزرا کہ جب اس نے کسی کام کے کرنے کا ارادہ کیا ہو تو جھٹ شیطان نے اس کے کام میں روکیں نہ ڈال دی ہوں تاکہ وہ کامیاب نہ ہوسکے۔ بہت سے نادان لوگوں نے اس آیت سے ٹھوکر کھائی ہے اور بعض نے تو اس آیت کے ایک غلط معنے کرکے ان کی تائید میں جھوٹی حدیثیں بھی پیش کردی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ سورۃ نجم پڑھ رہے تھے کہ آپ کی زبان سے ایک شرک کا کلمہ جاری ہوگیا اس لئے آپ نے سجدہ کیا۔ آنحضرت ﷺ نے تو اس لئے سجدہ کیا کہ آپ سے شرک کا کلمہ جاری ہوگیا ہے اس کی تلافی ہوجائے لیکن مشرکوں نے اس خوشی میں سجدہ کیا کہ آپ کی زبان سے ایسا کلمہ نکلا ہے۔ اس غلط واقعہ کی تائید میں یہی آیت پیش کی جاتی ہے۔ اور پھر کہتے ہیں کہ جب کوئی نبی وحی پڑھنے لگتا تھا تو شیطان دھوکا سے اس میں کچھ ملادیا کرتا تھا لیکن یہ بات ایسی گندی اور بیہودہ ہے کہ اس کے ماننے سے تمام انبیاء کی تعلیم پر پانی پھر جاتا ہے اور کسی شریعت کا نام و نشان بھی نہیں رہ جاتا کیونکہ پھر کوئی انسان یہ نہیں سمجھ سکتا کہ وحی کا فلاں حصہ شیطان کا ڈالا ہوا ہے یا رحمٰن کا اس لئے اس عقیدہ کو رکھنے سے شریعت بالکل باطل ہوجاتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدر عظمت اور جلال اُٹھ جاتا ہے۔ پس سچی اور پاک بات یہی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب کوئی نبی یا رسول کسی کام کا ارادہ کرتا ہے تو شیطان اس میں روکیں ڈالتا ہے اور چاہتا ہے کہ نبی اپنے ارادہ میں کامیاب نہ ہو۔ شیطان کئی طرح کے فتنے کھڑے کردیتا ہے تاکہ لوگوں کو حق سے دور لے جائے اور قریب نہ آنے دے۔ لیکن جب شیطان کی ذریت یعنی شریر انسان ایسی شرارتیں کرتے ہیں کہ لوگوں کو حق سے دور ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں اور نبی کی ناکامی میں کوشاں ہوتے ہیں تو اللہ فَيَنْسَخُ اللّٰهُ مَا يُلْقِى الشَّيْطٰنُ ثُمَّ يُحْكِمُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ ان دھوکا دینے والوں کی کارروائیوں اور کوششوں کو مٹادیتا ہے اور انبیاء اور رسولوں کے کاموں کو ترقی دیتا ہے۔ خدا کی طرف سے انبیاء کی معرفت جو نشان آتے ہیں ان کو قائم کرتا ہے۔ انبیاء کی بات اور ارادہ کو مضبوط کرتا

ہے (انبیاء بھی آیۃ اللّٰہ میں داخل ہیں) خدا ان کے قدموں کو مضبوط کرتا ہے ان کی صداقت کو ظاہر کرتا ہے۔ اور شیطانی کارروائیوں کو مٹادیتا ہے۔ کوئی نبی اور رسول ایسا نہیں ہوا جس کے ساتھ یہ معاملہ نہ ہوا ہو۔ حضرت آدم علیہ السلام کو اگر انبیاء میں شامل کرلیا جائے تو ان سے لے کر اور آنحضرت ﷺ تک ایک بھی نبی ایسا نہیں آیا کہ اس نے کوئی ارادہ کیا ہو اور اس کی مخالفت نہ کی گئی ہو بلکہ جب کبھی بھی کسی نبی اور رسول نے چاہا ہے کہ وہ راستی' ہدایت اور پاک تعلیم کو لوگوں میں پھیلائے جب ہی شیطان کھڑا ہوگیا ہے اور اس نے اس ارادہ سے روکنا چاہا ہے۔ لیکن یہ بھی قدیم سے ہی سنت اللہ ہے کہ جو شیطان بشکل انسان انبیاء کو روکنے کیلئے کھڑے ہوئے وہ ہلاک اور برباد ہی ہوگئے اور اگر کوئی جماعت کامیاب ہوئی تو وہی ہوئی جو نبی کو ماننے والی تھی۔ پھر کبھی ایسا نہیں ہوا کہ کوئی نبی جب اپنے زمانہ میں کسی صداقت کو لے کر کھڑا ہوا ہو اور شیطان لوگوں نے اس صداقت کو مٹادیا ہو۔ ہاں نبی کے ایک عرصہ بعد تو ایسا ہوتا ہے مگر اس نبی کے زمانہ میں یا اس کی وفات کے ساتھ ہی اس کی جماعت میں ایسا تغیر نہیں ہوا کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نبی کے زمانہ میں شیطانی کوششوں اور کاموں کو مٹاتے اور نبی کے کاموں کو مضبوط کرتے ہیں۔

مگر کیسے غضب کی بات ہے کہ آج ہمارے سامنے پیش کیا جاتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ خداتعالیٰ کی طرف سے مبعوث ہوکر آئے اور چالیس سال تک لوگوں کو ہدایت دینے میں لگے رہے پھر ایک ایسی جماعت جس کی تعداد آپ ہی نے چار لاکھ بیان فرمائی' آپ کے ساتھ ہوئی یہ سب کچھ مانتے ہوئے پھر کہتے ہیں کہ شیطان نے حضرت مسیح موعودؑ کے کام میں روک ڈال دی یعنی بجائے اس کے کہ اللہ تعالیٰ اپنی اس آیت یعنی مسیح موعود علیہ السلام کو مضبوط کرتا اُلٹا منسوخ کردیا ہے اور اتنی بڑی جماعت میں سے صرف چند لوگوں کو مومن رہنے دیا ہے اور باقی سب کو گمراہ کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہم شیطان کی کارروائی کو منسوخ کرتے ہیں اور انہی لوگوں کے کام مضبوط کئے جاتے ہیں جو ہماری طرف سے آتے ہیں۔ پس خدا کے اس کلام میں کوئی شک نہیں کوئی شبہ اور کوئی ریب نہیں ہوسکتا اور اگر یہ خداتعالیٰ کی بات قطعی نہیں' سچی نہیں' اور صادق نہیں' تو قرآن شریف پر شک پڑتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ ہمارے مرسلوں کے خلاف جو کوششیں کرنے والے ہوتے ہیں ان کو ہم تباہ کرتے ہیں اور اپنے رسولوں اور نبیوں کو کامیاب کرتے ہیں مگر آج اس کے برخلاف یہ

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے راستی کی نہیں بلکہ ناراستی کی اور صداقت کی نہیں بلکہ کذب کی تائید کی ہے اور گویا اس نے اپنی قدیم سنت کو چھوڑ دیا ہے۔ لیکن ایسا کہنے والے یاد رکھیں اور خوب یاد رکھیں کہ گو انہیں اپنے چند دوستوں کی واہ واہ اور غیراحمدیوں سے مالی فائدہ حاصل ہوجائے لیکن ان کا یہ حملہ قرآن شریف پر ہے کیونکہ اگر وہ ثابت کریں کہ حضرت مسیح موعودؑ کی جماعت کا کثیر حصہ گمراہ اور تباہ ہوگیا ہے تو انہیں قرآن شریف کی یہ آیت منسوخ قرار دینی پڑے گی لیکن یہ ہو نہیں سکتا۔

ہم کہتے ہیں کہ اسی بات پر ہی مقابلہ کرکے کیوں نہیں دیکھ لیا جاتا کہ خدا کس کو گھٹارہا ہے اور کس کو بڑھا رہا ہے۔ یہاں میرے ہاتھ پر اڑھائی ہزار کے قریب لوگوں نے بیعت کی تھی اور اُس وقت کی تھی جبکہ میرے مقابلہ میں وہ لوگ تھے جو قوم میں چیدہ اور باوقعت تھے اور انہوں نے فرعون کے ساحروں کی طرح مل کر مجھے مٹانا چاہا تھا لیکن کیا اب وہ دیکھتے نہیں کہ خداتعالیٰ اسی سلسلہ کو بڑھا رہا ہے جس کے مٹانے میں انہوں نے ایڑی چوٹی تک کا زور صرف کردیا اور انہی لوگوں کو خداتعالیٰ نے بڑھایا جو میرے ساتھ تھے اور ان کو گھٹایا جو میرے مقابلہ پر تھے۔ کیا یہ اس بات کا بین ثبوت نہیں ہے کہ ہمارا فعل ہی خداتعالیٰ کا منظور نظر ہے۔ پس اگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام سچے تھے اور اگر خداتعالیٰ کا کلام سچا ہے اور ضرور سچا ہے تو یہ ضرور ہی ماننا پڑے گا کہ وہ سلسلہ جس کو خدا بڑھا رہا ہے وہ سچا ہے اور جس کو گھٹا رہا ہے وہ جھوٹا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ قوم میں سے ایک زمانہ میں صداقت اُٹھ جاتی ہے مگر اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے زمانہ میں اور اس کی اپنے ہاتھوں کی بنائی ہوئی جماعت کو ضرور صداقت پر قائم رکھتا ہے اور اسے بڑھاتا اور ان کے مخالفوں کو گھٹاتا ہے۔ اب دیکھئے کہ خدا نے کس کو مضبوط کیا اور بڑھایا ہے اور کس کو کمزور کیا اور گھٹایا ہے۔ ہمیں خداتعالیٰ نے ہزاروں سے لاکھوں بنادیا ہے اور ہمارے مخالفوں کو ہزاروں سے سینکڑوں پر لے آیا ہے اور اس سے بھی نیچے گرارہا ہے۔ یہ خداتعالیٰ کی سنت ہے کہ خداتعالیٰ کے راستہ پر چلنے والی جماعت کم نہیں ہوتی لیکن یہ بھی سنت اللہ ہے کہ ان کے راستہ میں روکیں ڈالنے والے بھی ضرور ہوتے ہیں سو یہ بھی تمہارے راستہ میں روک ہے کہ چند لوگ تم میں سے نکل کر حضرت مسیح موعودؑ کی شان کو کم کرنے لگ گئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ روکیں آیا ہی کرتی ہیں مومنوں کو ان سے گھبرانا نہیں چاہیئے۔ ایسا ضرور ہوا کرتا ہے شیطانی روکیں

رحمانی کاموں میں آیا کرتی ہیں مگر رحمانی لوگ ہی کامیاب ہوا کرتے ہیں- خدا تعالیٰ کے برگزیدہ لوگ اہل دنیا کو دنیا کے مقابلہ میں لے کر اس طرح جاتے ہیں جس طرح ایک سٹیم انجن دریا کے بہاؤ کے خلاف اپنے سواروں کو لے کر جاتا ہے لیکن شیطان لوگوں کو اس طرح ساتھ لیتا ہے کہ جدھر دریا کا بہاؤ ہو اُدھر ہی وہ بھی کشتی پکڑ کر چلنا شروع کر دیتا ہے اور جس طرف دنیا کا رُخ ہوتا ہے اُدھر ہی شیطان بھی لے چلتا ہے-

مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ سرسید' مسٹر گوکھلے اور مرزا صاحب کے کاموں میں فرق کیا ہے- میں نے اسے کہا کہ فرق یہ ہے کہ یہ لوگ جدھر دریا کی رَو جارہی تھی' ادھر ہی ساتھ چل پڑے لیکن حضرت مرزا صاحب جدھر سے دریا کی رَو آرہی تھی' اس طرف چلے- چنانچہ دیکھو کہ سرسید انگریزی تعلیم کیلئے جدوجہد کرنے کیلئے اس وقت اٹھا جبکہ لوگوں کے دل محسوس کررہے تھے اور وہ اس بات پر آمادہ تھے کہ تعلیم ہونی چاہیئے کیونکہ انہیں معلوم ہوچکا تھا کہ گورنمنٹ کے ہاں عہدے اور ترقیاں اسی پر منحصر ہیں- بے شک کچھ لوگوں نے سرسید کی مخالفت کی مگر وہ بھی اس بات پر مجبور تھے کہ اس کی بات کو مان لیں- پس وہ اس رَو کی طرف جو ایک دریا کی طرح چل رہی تھی اور جس میں چلنے کیلئے لوگ مجبور تھے چل پڑا اس لئے لوگوں نے اس کی آواز پر لبیک کہا- ہاں وہ اس بات کیلئے تعریف کا مستحق ہے کہ اس نے لوگوں کے دلوں کو ٹٹول لیا اور ان کی چھُپی ہوئی آرزو کو معلوم کرلیا اس لحاظ سے وہ قابلِ عزت ہے- اسی طرح مسٹر گوکھلے اور بیندر ناتھ بھی قابل قدر ہیں کیونکہ انہوں نے دیکھا کہ دنیا حقوق مانگ رہی ہے انہوں نے اُٹھ کر کہہ دیا کہ آؤ ہمارے ساتھ مل کر مانگو' ہم تم کو راہ بتاتے ہیں- گو بعضوں نے ان کا مقابلہ بھی کیا مگر آخر مقابلہ کرنے والوں کو بھی ادھر ہی چلنا پڑا جس طرف باقی ساری دنیا جارہی تھی- لیکن ان کے مقابلہ میں دیکھو کہ حضرت مسیح موعودؑ ایسے وقت میں کھڑے ہوتے ہیں جبکہ یورپ کا فلسفہ لوگوں کو سکھارہا تھا کہ وحی کوئی چیز نہیں ہوتی- مسلمانوں میں یہ پختہ عقیدہ ہوچکا تھا کہ یہ انعام کا دروازہ بند ہوچکا ہے اور اب کسی کو وحی نہیں ہوسکتی- دنیا اپنی تمام خوبصورتی اور حسن کے ساتھ پورا پورا بناؤ سنگار کرکے آگئی تھی اور وہ دنیا جو ابتداء سے انسان کو اپنا والہ و شیدا بناتی چلی آئی تھی اس پر لوگ فریفتہ ہورہے تھے- اُس وقت قادیان سے ایک آواز آتی ہے کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرو-" اس سے بآسانی سمجھ آسکتی ہے کہ حضرت مرزا صاحب اور سرسید اور مسٹر گوکھلے وغیرہ کے کاموں

میں کیا فرق ہے۔ سرسید کے وقت دنیا انگریزی تعلیم کیلئے بے تاب ہو رہی ہے اور سرسید اُٹھ کر کہتا ہے کہ تعلیم حاصل کرو اس پر دنیا لبیک کہتی ہے۔ مسٹر گوکھلے کے وقت اہل ہند حقوق حاصل کرنے کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں انہوں نے کہا کہ آؤ حاصل کریں' اس لئے لوگ ان کے ساتھ ہوگئے اور ایسا ہونا بھی تھا۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جو یہ کہا کہ "دین کو دنیا پر مقدم کرو"۔ یہ اس وقت کہا جبکہ ہر طرف سے اس کے خلاف ثبوت مل رہے تھے۔ قدیم و جدید کا فلسفہ کہتا تھا کہ الہام کا نام نہ لو۔ مسلمان مولویوں نے فیصلہ کردیا تھا کہ الہام کا دروازہ بند ہوگیا ہے لیکن آپ نے کہا کہ مَیں خداتعالیٰ کی طرف سے الہام پاکر کھڑا ہوا ہوں اور مجھ پر خدا اپنی وحی نازل کرتا ہے۔ آپ نے اس آزادی اور خود مختاری کے زمانہ میں کھڑے ہوکر کہا کہ میرے ماننے کے بغیر کسی کی نجات نہیں ہوسکتی۔ سو آپ نے وہ بات کہی جس کے خلاف دنیا چل رہی تھی۔ آپ کے اور دوسرے لوگوں کے کاموں میں یہی فرق ہے کہ ان کا کام جلتی آگ پر تیل ڈالنا تھا اور آپ کا کام جلتی آگ پر پانی ڈالنا۔ اس زمانہ میں دنیا کی محبت گرم ہو رہی تھی اور دین کی سرد۔ ان لوگوں نے دین کی محبت کو اور سرد کردیا اور دنیا کی محبت کو زیادہ گرم کردیا لیکن آپ نے دنیا کی محبت کو سرد کیا اور دین کی محبت کو گرم۔ پس یہی ان کے کاموں میں عظیم الشان فرق ہے۔ جب کوئی خداتعالیٰ کا برگزیدہ بندہ آتا ہے تو شیطان طرح طرح کی تدبیروں سے لوگوں کو دنیا کے بہاؤ کی طرف چلانا چاہتا ہے لیکن وہ اس کے خلاف دوسری طرف لوگوں کو لے جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لوگوں کو دنیا سے چُھڑا کر دین کی طرف متوجہ کیا۔ شیطان لوگوں کو کہتا ہی رہا کہ اگر تم اس کی بات مانو گے تو ذلیل اور حقیر ہوجاؤ گے دنیا میں ترقی نہیں کرسکو گے لیکن خداتعالیٰ نے اس کی کوششوں کو ناکام کردیا اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کام ہی کو ترقی ہوئی کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم شیطان کے کاموں کو مٹادیتے ہیں۔ آج ہمارے زمانہ میں بھی شیطان نے وہی کام اختیار کیا ہے جو ہمیشہ حقانیت اور سچائی کے مقابلہ میں کرتا آیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک جماعت کو کھڑا کیا تھا۔ شیطان نے اس پر ایسے زور کا اور سخت حملہ کیا کہ آج تک اس نے نہ کیا تھا۔ اس نے بہت زور لگایا کہ لوگ خدا کی طرف نہ جائیں لیکن خداپرست لوگوں نے اس کی ایک نہ مانی اور اسے ناکام اور نامراد کردیا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بہت عرصہ بعد اگر آپ کی جماعت پر غلو کرنے کا الزام لگایا

جاتا تو کسی حد تک درست بھی ہوتا لیکن اس وقت اس میں ذرا بھی صداقت نہیں ہے کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام آئے اور اپنے متعلق ایسے کسرِ نفسی کے کلمات استعمال کئے کہ کسی اور نبی کے ایسے الفاظ پیش ہی نہیں کئے جاسکتے۔ آپ فرماتے ہیں:-

کرمِ خاکی ہوں مرے پیارے نہ آدم زاد ہوں
ہوں بشر کی جائے نفرت اور انسانوں کی عار
لوگ کہتے ہیں کہ نالائق نہیں ہوتا قبول
مَیں تو نالائق بھی ہو کر پاگیا درگاہ میں بار

چونکہ شیطان کا اس زمانہ میں آخری حملہ ہونا تھا جس کے متعلق تمام انبیاء خبر دیتے آئے تھے' اس لئے اس طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس کے سر کو اچھی طرح کچلا۔ مگر شیطان نے کہا کہ "کرمِ خاکی ہوں" تو انہوں نے کہہ دیا ہے' اب دُوسری طرح داؤ لگانا چاہیئے کہ درجہ کو گھٹانا چاہیئے۔ نادان انسان کہتا ہے کہ جماعت میں غُلُوّ پیدا ہوگیا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے کیونکہ کسی نبی کے زمانہ میں یا اس کے وفات پانے ساتھ ہی ایسا نہیں ہوسکتا۔ پھر ہم کہتے ہیں کہ اگر پہلے لوگوں نے انبیاء کا درجہ بڑھایا اور غُلُوّ سے کام لیا تو آج حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان کو گھٹانے والے پیدا ہونے چاہئیں۔ کیونکہ غُلُوّ کے رستہ سے شیطان کے حملہ کو تو حضرت مسیح موعودؑ نے روک دیا اور اب یہ نہیں ہوسکتا۔ البتہ تفریط کا رستہ رہ گیا تھا اس لئے کچھ ایسے لوگ کھڑے ہوگئے جنہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا درجہ گھٹانا شروع کردیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم شیطانی کام گھٹاتے اور انبیاء کے کام کو بڑھاتے ہیں اس لئے ہمیں اس روک سے ذرا بھی ملولِ خاطر نہ ہونا چاہیئے۔

لیکن اس کے علاوہ ہمیں اور کام بھی کرنا ہے۔ شیطان تو چاہتا ہے کہ ان میں روکیں ڈال دوں اور یہ انہیں کے دور کرنے میں لگے رہیں اور دوسرے کام نہ کریں اس لئے کہیں وہ مولویوں سے کفر کے فتوے لگواتا ہے' کہیں جماعت میں ہی اختلاف ڈلواتا ہے لیکن مومنوں یعنی رسولوں کی جماعت کا کام یہ ہوا کرتا ہے کہ اگر وہ ایک ہاتھ سے پیش آمدہ روک کو ہٹاتے ہیں تو دوسرے ہاتھ سے وہ کام کرتے ہیں جس کیلئے وہ کھڑے کئے جاتے ہیں۔ پس تم لوگ ایک طرف اس گھر کے فتنہ کو دور کرنے کی طرف توجہ کرو اور دوسری طرف ان لوگوں کو راہِ راست پر لانے کی کوشش کرو جو گمراہی اور ضلالت میں پڑے ہوئے ہیں۔ خدا تعالیٰ نہیں

چاہتا کہ کوئی روک تمہارے راستہ میں آ ڑ سکے۔ پس تم بھی شیطان کی کسی روک سے نہ گھبراؤ' وہ روکیں ڈالا ہی کرتا ہے۔ اس فتنہ کے دور ہونے کیلئے خداتعالیٰ سے دعائیں کرو مگر ساتھ ہی اپنے اصلی کام کو پیش نظر رکھو اور باطل مذاہب کی کمزوریوں کو لوگوں کے سامنے رکھ دو اور اسلام کی حقانیت اور صداقت سے ان کو آگاہ کردو۔ یہ ہے وہ کام جو آج اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعہ کروانا چاہتا ہے۔ گو شیطان چاہتا ہے کہ تفرقہ کے ذریعہ روک ڈال دے لیکن یہ اللہ تعالیٰ کی سنت کے خلاف ہے کہ شیطان تم پر کامیاب ہوسکے۔ پس ایک طرف تمہارا یہ کام ہے کہ اس اندرونی دشمن کو جو پیدا ہوگیا ہے بے حس و حرکت کردو اور اس کے دھوکا میں ہرگز نہ آؤ۔ اور دوسری طرف اپنے بیرونی دشمنوں کا مقابلہ کرتے رہو کیونکہ دانا وہی انسان ہے جو دونوں طرف کے حملہ سے بچنے کیلئے مستعد اور تیار رہتا ہے۔ ہمارے لئے یہ آزمائش کا وقت ہے کیونکہ ایک طرف اندرونی دشمن کا مقابلہ ہے تو دوسری طرف بیرونی کا اس لئے تم خداتعالیٰ کے حضور دعائیں کرو کہ وہ تمہیں اس ابتلاء میں کامیاب کرے اور اسلام کا قدم آگے ہی آگے ہو۔ تم اپنے دلوں کو مضبوط کرو اور خداتعالیٰ کے اس وعدہ کو یاد رکھو کہ ہم شیطانی کاموں کو مٹاتے ہیں اور انبیاء کے کاموں کو بڑھاتے ہیں۔ ہم حق پر ہیں اور یقیناً حق پر ہیں' اس لئے ہمارے مقابلہ کرنے والوں کا نام و نشان ہی مٹ جائے گا اور ان کی کوئی حیثیت نہ رہے گی۔ اور وہ اس طرح کہ وہ یا تو ہم میں ہی شامل ہوجائیں گے یا غیروں میں مل جائیں گے یا ایسے کمزور ہوجائیں گے کہ ان کا ہونا اور نہ ہونا برابر ہوگا۔ یہ خداتعالیٰ کا وعدہ ہے اور سچا وعدہ ہے پس تم لوگ اپنے آپ کو اس قابل بناؤ کہ خداتعالیٰ تم پر اپنے انعامات نازل کرے اور اپنے اندر بہت بڑی اصلاح کرو تا تمہاری خاطر دنیا میں اصلاح ہو۔

اپنے اندر بہت بڑی تبدیلی کرو تا تمہارے لئے دنیا میں تبدیلی ہو۔ تم اس یقین اور ایمان کو لے کر اُٹھو' تم پر دشمن کبھی غالب نہیں آسکتا۔ اگر دشمن کی فوج کروڑوں کروڑ بھی ہو تو بھی وہ تم پر غالب نہیں آسکتا اور تمہارا ہی قدم آگے ہوگا اور اللہ تمہارے دشمن کو ہی مٹائے گا اور تمہیں غالب کرے گا کیونکہ فرماتا ہے وَ اللّٰهُ عَلِيْمٌ حَكِيْمٌ۔ اللہ جاننے والا اور حکمت والا ہے۔ دنیا میں دو طرح سے ہی کام بگڑا کرتے ہیں۔ اول اس طرح کہ انسان کو علم نہیں ہوتا۔ مثلاً ایک شخص کسی کے بیٹے کو اس کی غیر موجودگی میں قتل کردیتا ہے اور باپ اپنے بیٹے کی مدد کیلئے کچھ نہیں کرسکتا۔ کیوں؟ اس لئے کہ اسے اس کے متعلق کچھ علم نہیں ہوتا۔ لیکن

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں جاننے والا ہوں اور ہر ایک بات کا علم رکھتا ہوں اس لئے ممکن نہیں کہ خدا کا قائم کردہ سلسلہ تباہ ہوجائے۔ پھر اللہ تعالیٰ حکیم ہے اس کا کوئی کام لغو نہیں ہوسکتا۔ ایک انسان اپنے ہاتھ سے لگائے ہوئے درخت کو اپنی آنکھوں کے سامنے کٹتا ہوا نہیں دیکھ سکتا تو یہ کس طرح ممکن ہے کہ خداتعالیٰ جو ایک سلسلہ کو قائم کرے اور پھر اس کی حفاظت کا اسے خیال نہ ہو۔ پس اللہ علیم ہے اس لئے وہ شیطان کے کام کو تباہ کرے گا اور اپنے نبی کے کام کو مضبوط کرے گا۔ اللہ حکیم ہے۔ اس نے یہ سلسلہ اس لئے قائم کیا ہے کہ تا اس کے ذریعہ دنیا پر ہدایت پھیلائے اس لئے یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ اس پر ہی چلنے والوں کو گمراہ کردے۔

تم لوگ دعائیں کرو اور بہت زور سے دعائیں کرو کہ خداتعالیٰ ہمارا قدم صدق اور راستی پر مضبوط کرے تا کہ ہمارے ذریعہ خدا کا جلال ظاہر ہو اور ہم خدا کے انعامات کے مستحق ہوجائیں۔

(الفضل ۱۸۔مارچ ۱۹۱۵ء)

لہ الحج: ۵۳ تا ۵۵